THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نوجوانوں کی معاشی خود مختاری اور پاکستانی معیشت کا عدم استحکام: تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Youth Economic Empowerment and Economic Instability in Pakistan: An Analytical Study in the Light of Prophetic Teachings

Hafiz Abdul Hameed
Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture, Allama Iqbal Open University Islamabad. Email: hafizabdulhameed9@gmail.com
Dr. Ahmad Raza
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture, Allama Iqbal Open University Islamabad. Email: ahmad.raza@aiou.edu.pk

Abstract

The structural barriers to youth economic self-reliance in Pakistan characterized by soaring unemployment, pervasive underemployment, severe inflation, income inequality and a pronounced skills mismatch have significantly compromised the dignity, family stability and constructive societal participation of the younger generation. Amidst this macroeconomic instability, contemporary development models frequently prescribe purely secular financial interventions. Consequently, a critical research gap persists current literature inadequately integrates the ethical, social and economic principles derived from the Prophetic Seerah ﷺ into a unified analytical framework for youth empowerment. While empirical labor-market reports and traditional texts on Islamic economics address separate components of this issue limited scholarship synthesizes these domains to navigate contemporary economic uncertainty. To address this gap this qualitative documentary and thematic analytical study evaluates relevant primary sources including the Qur'an, authentic Hadith and established Seerah literature alongside contemporary academic studies and official economic reports. The research objectives are to analyze structural barriers to youth economic empowerment in Pakistan; examine Prophetic teachings regarding lawful earning, entrepreneurship, financial responsibility and economic justice explore the relevance of these principles in mitigating economic insecurity and develop evidence-informed recommendations. Accordingly, the study addresses four central questions: What are the principal barriers to youth economic empowerment in Pakistan? Which Seerah principles are relevant to productive work and financial integrity? How can these principles inform responses to economic instability? What practical measures can structurally embed these ethics? The research design organizes the thematic analysis around three interconnected dimensions: empirical youth challenges, Prophetic principles of economic responsibility and their practical application. Distinctly separating normative Islamic principles from empirical realities, the study is expected to demonstrate the critical relevance of Prophetic ethics such as professional excellence, trustworthy entrepreneurship, and social solidarity to modern economic models. Ultimately the study formulates recommendations prioritizing ethical business education, transparent employment practices, equitable institutional support for young entrepreneurs and robust cross-sector collaboration. While acknowledging that religious ethics alone cannot resolve structural macroeconomic deficits, the research posits that Prophetic

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

teachings provide an indispensable, socially just foundation for sustainable youth economic resilience.

Keywords: Youth Economic Empowerment, Prophetic Seerah, Islamic Economics, Pakistan Labor Market, Halal Earning, Economic Instability, Entrepreneurship.

تعارف واہمیت

کسی بھی معاشرے کی معاشی ترقی، پیداواری صلاحیت اور سماجی استحکام کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنی افرادی قوت، بالخصوص نوجوانوں، کی صلاحیتوں سے کس حد تک فائدہ اٹھاتا ہے۔ نوجوان آبادی کسی ملک کے لیے اہم انسانی سرمایہ ہوتی ہے، لیکن اس سرمایہ سے حقیقی معاشی فائدہ اسی وقت حاصل کیا جاسکتا ہے جب تعلیم، ہنر، روزگار، کاروبار اور مالیاتی وسائل کے درمیان مؤثر ربط قائم ہو۔ پاکستان میں نوجوانوں کی بڑی آبادی معاشی ترقی کے لیے ایک اہم موقع فراہم کرتی ہے۔ پاکستان اکنامک سروے 2024–25 کے مطابق 2023 کی مردم شماری کی بنیاد پر ملک کی 15 سے 29 سال کی عمر کی آبادی کل آبادی کا تقریباً 26 فیصد تھی۔ یہ صورتِ حال ایک طرف ممکنہ آبادیاتی فائدے کی نشان دہی کرتی ہے، جبکہ دوسری طرف تعلیم، روزگار اور ہنر مندی کے نظام پر اہم ذمہ داریاں عائد کرتی ہے پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس کی لیبر فورس سروے 2024–25 بھی روزگار اور افرادی قوت کے تجزیے کے لیے ایک اہم سرکاری ماخذ ہے۔ اس سروے میں بے روزگاری، لیبر فورس میں شرکت، روزگار کی نوعیت اور مختلف شعبوں میں افرادی قوت کی تقسیم کے اعداد و شمار فراہم کیے گئے ہیں۔ معاشی خود مختاری کا مفہوم محض ملازمت حاصل کرنا نہیں بلکہ جائز ذرائع سے آمدنی کمانے، ضروریاتِ زندگی پوری کرنے، مالی فیصلے کرنے، بچت پیدا کرنے اور معاشی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرنا بھی ہے۔ اسی طرح معاشی استحکام کا مفہوم صرف افراطِ زر یا مالیاتی خسارے میں کمی نہیں، بلکہ روزگار کے پائیدار مواقع، پیداواری سرمایہ کاری، منصفانہ معاشی مواقع اور انسانی صلاحیتوں کے مؤثر استعمال سے بھی متعلق ہے۔ اسلامی تعلیمات میں محنت، دیانت، کسبِ حلال، مالی ذمہ داری اور معاشرتی تعاون کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ذاتی محنت سے کمائی کو پسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے لیے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں[1]۔ اس نبوی رہنمائی کی روشنی میں نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کا مطالعہ محض معاشی مسئلہ نہیں رہتا، بلکہ اخلاقی، سماجی اور ادارہ جاتی پہلوؤں پر مشتمل ایک اہم تحقیقی موضوع بن جاتا ہے۔

مسئلۂ تحقیق (Problem Statement)

پاکستان میں نوجوانوں کی بڑی تعداد موجود ہونے کے باوجود ان کی تعلیمی قابلیت، فنی مہارت، معاشی وسائل اور روزگار کے دستیاب مواقع کے درمیان مؤثر مطابقت پیدا کرنا ایک اہم چیلنج ہے۔ بے روزگاری اور کم روزگاری، مہارتوں اور منڈی کی طلب کے درمیان عدم مطابقت، کاروبار شروع کرنے کے لیے سرمایہ کی مشکلات اور مالیاتی معاملات میں غیر شفاف رویے نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اس مسئلے کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ معاشی ترقی کی بحث میں نوجوانوں کی انفرادی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان اداروں، پالیسیوں اور سماجی رویوں کا جائزہ لینا ضروری ہے جو روزگار اور کاروبار کے مواقع پیدا کرتے یا محدود کرتے ہیں۔ صرف نوجوانوں کو محنت کی تلقین کرنا اس وقت کافی نہیں جب انہیں معیاری تعلیم، عملی تربیت، منڈی تک رسائی، سرمایہ اور کاروباری رہنمائی میسر نہ ہو۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ میں محنت و کسبِ حلال، پیشہ ورانہ سرگرمی، دیانت دارانہ تجارت، ضرورت مندوں کی معاونت اور معاشی انصاف کے اصول موجود ہیں۔ تاہم ان اصولوں کو پاکستان کے موجودہ معاشی حالات، نوجوانوں کی مہارتوں، کاروباری مالیات اور روزگار کی پالیسیوں سے مربوط کرکے ایک جامع تجزیاتی فریم ورک تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ تعلیماتِ نبوی ﷺ میں موجود معاشی و اخلاقی اصول نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے لیے کس نوعیت کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، اور ان اصولوں کو پاکستان کے موجودہ معاشی و ادارہ جاتی تناظر میں کس طرح قابلِ عمل بنایا جاسکتا ہے؟

[1] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عمله بیده، حدیث 2072

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

پاکستانی معیشت میں عدم استحکام کی وجوہات

پاکستان کی معیشت کو ابتدا ہی سے محدود صنعتی بنیاد، زرعی پیداوار پر انحصار، درآمدی ضروریات اور بیرونی مالی وسائل کی ضرورت جیسے مسائل کا سامنا رہا ہے۔ آزادی کے بعد صنعتی ڈھانچے کی تعمیر، سرمایہ جمع کرنے، برآمدات میں تنوع پیدا کرنے اور مستحکم مالیاتی ادارے قائم کرنے کے لیے مسلسل سرمایہ کاری ضروری تھی۔ تاہم، سیاسی تبدیلیوں، جنگوں، علاقائی تنازعات اور پالیسیوں میں عدم تسلسل نے طویل مدتی معاشی منصوبہ بندی کو متاثر کیا۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی نے نہ صرف سیاسی وجغرافیائی ڈھانچے کو بدلا بلکہ قومی معیشت کے لیے بھی ایک بڑا صدمہ پیدا کیا۔ پاکستان کے معاشی مسائل کی وضاحت صرف حکومتی تبدیلیوں سے نہیں کی جاسکتی؛ ان میں کمزور برآمدی صلاحیت، محدود ٹیکس وصولیاں، کم قومی بچت، توانائی کے مسائل اور کم پیداواری صلاحیت بھی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے مطابق پاکستان کے طویل مدتی مسائل میں کم پیداواری صلاحیت، معیشت کا نسبتاً محدود کھلاپن، وسائل کی غیر مؤثر تقسیم اور موسمیاتی خطرات شامل ہیں[2] اس تاریخی تسلسل کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں معاشی استحکام اکثر عارضی طور پر بحال ہوتا ہے، لیکن بنیادی ساختی مسائل برقرار رہنے کے باعث چند سال بعد مالیاتی اور بیرونی کھاتوں کا دباؤ دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے معاشی عدم استحکام کو محض کسی ایک حکومت، ایک مالیاتی پروگرام یا ایک عالمی بحران کا نتیجہ سمجھنے کے بجائے طویل مدتی ادارہ جاتی اور ساختی کمزوریوں کے تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

سماجی عوامل اور انسانی سرمائے کی کمزوری

پاکستانی معیشت کے عدم استحکام کی ایک اہم وجہ انسانی سرمائے میں ناکافی سرمایہ کاری ہے۔ تعلیم، صحت، غذائیت اور فنی تربیت کسی بھی ملک کی افرادی قوت کی پیداواری صلاحیت کا تعین کرتی ہیں۔ جب آبادی کا بڑا حصہ معیاری تعلیم، بنیادی صحت اور مؤثر روزگار تک رسائی حاصل نہیں کر پاتا تو معیشت کی مجموعی پیداوار، آمدنی اور ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت محدود رہتی ہے۔ عالمی بینک کی Pakistan Human Capital Review کے مطابق پاکستان کا ہیومن کیپیٹل انڈیکس (Human Capital Index) 0.41 تھا، جبکہ جنوبی ایشیا کی اوسط 0.48 تھی۔ یہ اشاریہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ موجودہ تعلیم، صحت اور غذائیت کے حالات میں پاکستان میں پیدا ہونے والے بچوں کی مستقبل کی پیداواری صلاحیت اپنی مکمل ممکنہ سطح سے نمایاں طور پر کم رہ سکتی ہے[3] غربت کے اعداد و شمار استعمال کرتے وقت پیمانے اور سال کی وضاحت ضروری ہے۔ عالمی بینک کے Poverty and Inequality Platform کے مطابق 2024ء میں پاکستان کی آبادی کا تقریباً 22.96 فیصد حصہ یومیہ 3 امریکی ڈالر، 2021ء کی قوتِ خرید کے معیار (2021 PPP) پر مبنی عالمی غربت کی حد سے نیچے تھا۔ یہ شرح قومی غربت کی لکیر سے ماپی گئی شرح سے مختلف ہے؛ اس لیے ان دونوں کو ایک ہی پیمانہ سمجھنا درست نہیں ہوگا[4] روزگار کے معاملے میں بھی مستند اور قابلِ موازنہ اعداد و شمار ضروری ہیں۔ پاکستان بیورو آف اسٹیٹسٹکس کے لیبر فورس سروے–2020 21 کے مطابق بے روزگاری کی شرح 6.3 فیصد تھی، جبکہ 15 سے 24 سال کی عمر کے نوجوانوں میں یہ شرح 11.1 فیصد تھی۔[5] ان مسائل کے معاشی اثرات کئی سطحوں پر سامنے آتے ہیں۔ کم تعلیم یافتہ اور غیر تربیت یافتہ افرادی قوت جدید صنعتوں، ٹیکنالوجی اور اعلیٰ قدر کی خدمات میں کم حصہ لے پاتی ہے۔ کم آمدنی کے باعث گھریلو بچت محدود رہتی ہے، جس سے سرمایہ کاری کے لیے ملکی وسائل کی دستیابی متاثر ہوتی ہے۔ دوسری طرف، نوجوانوں کے لیے معیاری ملازمتیں پیدا نہ ہونے سے معاشی بے چینی اور سماجی

[2] International Monetary Fund. 2024. Pakistan: 2024 Article IV Consultation and Request for an Extended Arrangement under the Extended Fund Facility

[3] World Bank. 2023. Pakistan Human Capital Review: Building Capabilities Throughout Life. Washington, DC: World Bank.

[4] World Bank. 2026. “Pakistan Country Profile.” Poverty and Inequality Platform. Accessed October 25, 2026.

[5] Pakistan Bureau of Statistics. 2021. Labour Force Survey 2020–21. Islamabad: Pakistan Bureau of Statistics.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دباؤ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے انسانی سرمائے کی کمزوری محض سماجی ترقی کا مسئلہ نہیں بلکہ معاشی استحکام کا بھی بنیادی مسئلہ ہے۔ تعلیم، صحت، غذائیت اور فنی تربیت پر مؤثر اخراجات مستقبل میں پیداواری صلاحیت، روزگار اور حکومتی محصولات میں اضافے کا ذریعہ بن سکتے ہیں[6]

مالیاتی اور مانیٹری مسائل

پاکستان میں بار بار پیدا ہونے والے مالیاتی بحرانوں کی ایک بنیادی وجہ حکومت کے اخراجات اور محصولات کے درمیان عدم توازن ہے۔ جب حکومت کے مستقل اخراجات، قرضوں پر سود اور سبسڈیز کی ادائیگی اس کی آمدنی سے زیادہ ہو جاتی ہے تو مالیاتی خسارہ پیدا ہوتا ہے۔ اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے قرض لینا پڑتا ہے، جس سے مستقبل کے بجٹ پر سود کی ادائیگیوں کا بوجھ بڑھتا ہے اور تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے مالی گنجائش محدود ہو سکتی ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی 2024ء کی پاکستان رپورٹ کے مطابق ملک کا ٹیکس بہ نسبت جی ڈی پی تناسب ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کم ہے اور سرکاری قرض کا حجم بلند ہے۔ رپورٹ نے ٹیکس بیس کو وسیع کرنے، مالیاتی اداروں کو مضبوط بنانے اور قرض کے استحکام کو یقینی بنانے پر زور دیا ٹیکس نظام کی کمزوری صرف ٹیکس کی شرح کم ہونے کا معاملہ نہیں۔ ٹیکس نیٹ کی محدود وسعت، مختلف شعبوں کو دی جانے والی چھوٹ، غیر رسمی معیشت، کمزور تعمیل اور محصولات کی وصولی میں انتظامی مسائل بھی اہم ہیں۔ جب معیشت کے مختلف شعبے اپنی آمدنی کے تناسب سے محصولات میں حصہ نہیں لیتے تو حکومت بالواسطہ ٹیکسوں، اضافی قرضوں یا اخراجات میں کٹوتیوں پر زیادہ انحصار کرنے لگتی ہے۔ اس سے معاشی نمو اور آمدنی کی تقسیم دونوں متاثر ہو سکتی ہیں۔ مانیٹری پالیسی بھی معاشی استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب مالیاتی خسارے، شرحِ مبادلہ میں کمی، درآمدی قیمتوں میں اضافے یا رسدی رکاوٹوں کے باعث مہنگائی بڑھتی ہے تو مرکزی بینک افراطِ زر پر قابو پانے کے لیے شرحِ سود میں اضافہ کر سکتا ہے۔ تاہم، بلند شرحِ سود نجی شعبے کے لیے قرض مہنگا کرتی ہے، جس سے نئی سرمایہ کاری، کاروباری توسیع اور روزگار کی تخلیق متاثر ہو سکتی ہے۔ اس مسئلے کا ایک اہم پہلو حکومت اور مرکزی بینک کے مالیاتی تعلقات بھی ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے پاکستان میں مرکزی بینک کی عملی خودمختاری، مالیاتی نظم وضبط اور حکومت کو مرکزی بینک کی براہِ راست مالی اعانت محدود رکھنے کی اہمیت پر زور دیا ہے[7] اس سے واضح ہوتا ہے کہ مالیاتی اور مانیٹری پالیسیوں کے درمیان ہم آہنگی طویل مدتی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ اس کے باوجود مہنگائی کو صرف مالیاتی خسارے یا مرکزی بینک کی پالیسی سے منسوب کرنا درست نہیں ہو گا۔ پاکستان میں خوراک اور توانائی کی قیمتیں، شرحِ مبادلہ، درآمدی لاگت، موسمیاتی آفات اور رسدی مسائل بھی افراطِ زر کو متاثر کرتے ہیں۔ چنانچہ مؤثر پالیسی کے لیے مالیاتی نظم وضبط کے ساتھ رسدی رکاوٹوں اور پیداواری مسائل کو بھی حل کرنا ضروری ہے۔

بیرونی کھاتوں، درآمدات اور قرضوں کا دباؤ

پاکستانی معیشت کے عدم استحکام کی ایک نمایاں وجہ بیرونی شعبے کی کمزوری ہے۔ پاکستان کو صنعتی پیداوار اور گھریلو ضروریات کے لیے تیل، مشینری، صنعتی خام مال، کیمیائی مصنوعات اور بعض غذائی اجناس درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ اگر درآمدات کی مالیت برآمدات سے مسلسل زیادہ رہے اور اس فرق کو ترسیلاتِ زر، خدمات کی آمدنی یا سرمایہ کاری کے ذریعے پورا نہ کیا جا سکے تو جاری کھاتے اور زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اس دباؤ کے اثرات 23–2022ء کے معاشی بحران میں واضح ہوئے، جب زرمبادلہ کی محدود دستیابی، درآمدی ادائیگیوں اور شرحِ مبادلہ سے متعلق مشکلات نے کاروباری سرگرمیوں کو متاثر کیا۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے اپنی 2024ء کی رپورٹ میں زرمبادلہ کے ذخائر کی بحالی، شرحِ مبادلہ میں لچک اور بیرونی کھاتوں کے استحکام کو اہم پالیسی ترجیحات قرار دیا[8] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ کے مطابق مالی سال 24–2023ء میں جاری کھاتے کا خسارہ تقریباً 665 ملین امریکی ڈالر رہا، جو مالی سال 23–2022ء کے تقریباً 3.275 ارب ڈالر کے خسارے سے نمایاں طور پر کم تھا۔ اسی مدت میں

[6] World Bank. 2023. Pakistan Human Capital Review: Building Capabilities Throughout Life. Washington, DC: World Bank.
[7] International Monetary Fund. 2024. Pakistan: 2024 Article IV Consultation and Request for an Extended Arrangement under the Extended Fund Facility
[8] Same.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

برآمدات 11.6 فیصد بڑھ کر تقریباً 31.1 ارب ڈالر ہوئیں، جبکہ درآمدات تقریباً 53.2 ارب ڈالر رہیں۔ یہ اعداد ظاہر کرتے ہیں کہ بیرونی کھاتے میں بہتری ممکن ہوئی، لیکن اشیا کی تجارت میں فرق اب بھی نمایاں تھا[9] ترسیلاتِ زر پاکستان کے بیرونی شعبے کے لیے اہم سہارا ہیں۔ بیرونِ ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی بھیجی ہوئی رقوم گھریلو آمدنی اور زرمبادلہ کی دستیابی میں مدد دیتی ہیں۔ تاہم، ترسیلاتِ زر کو برآمدات، ملکی پیداوار اور براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کا مستقل متبادل نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر معیشت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ نہ ہو تو بیرونی ادائیگیوں کی ضروریات برقرار رہ سکتی ہیں۔ قرضوں کا مسئلہ بھی اسی تناظر میں اہم ہے۔ بیرونی قرضوں کی ادائیگی اور سود کے لیے زرمبادلہ درکار ہوتا ہے۔ اگر برآمدی آمدنی اور دیگر مستقل بیرونی آمدنیاں اس ضرورت کے مطابق نہ بڑھیں تو ملک کو نئے قرضوں یا مالیاتی پروگراموں پر انحصار کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس طرح قرض کی ادائیگی اور نئے قرض کے حصول کا ایک چکر قائم ہو سکتا ہے۔ تاہم، بیرونی قرض یا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے تعاون بذاتِ خود معاشی عدم استحکام کی واحد وجہ نہیں۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ قرض سے حاصل ہونے والے وسائل پیداواری صلاحیت بڑھانے، برآمدات میں تنوع پیدا کرنے اور مستقبل کی ادائیگیوں کی گنجائش بہتر بنانے کے لیے کس حد تک استعمال ہوتے ہیں۔ پائیدار استحکام کے لیے بیرونی مالی معاونت کے ساتھ ملکی برآمدات اور سرمایہ کاری میں بھی اضافہ ضروری ہے۔

حکمرانی، سیاسی عدم استحکام اور پالیسیوں میں عدم تسلسل

سیاسی اور ادارہ جاتی عدم استحکام سرمایہ کاری کے فیصلوں، حکومتی اخراجات، ٹیکس پالیسی، تجارت اور کاروباری اعتماد پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ سرمایہ کار عموماً ایسے ماحول میں طویل مدتی منصوبے شروع کرنے سے گریز کرتے ہیں جہاں ٹیکس قوانین، درآمدی ضوابط، شرحِ مبادلہ کی پالیسی یا سرکاری مراعات میں بار بار تبدیلی کا خدشہ ہو۔ تاہم، تحقیقی تعلق کو اس معنی میں نہیں لینا چاہیے کہ معاشی مسائل کی تمام وجوہات سیاسی ہیں یا سیاسی استحکام آتے ہی تمام ساختی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ ٹیکس وصولیوں، پیداواری صلاحیت، توانائی، تعلیم اور برآمدات کے مسائل کے لیے الگ اصلاحات بھی ضروری ہیں۔ حکمرانی کا دوسرا اہم پہلو اداروں کی کارکردگی اور قانون کا مؤثر نفاذ ہے۔ اگر سرکاری اداروں میں شفافیت کم ہو، فیصلوں میں تاخیر ہو یا قواعد کا اطلاق یکساں نہ ہو تو کاروباری لاگت بڑھ سکتی ہے اور سرمایہ کاری کے مواقع کم ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح، پالیسی سازی میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مؤثر تعاون نہ ہونے سے محصولات، اخراجات اور ترقیاتی ترجیحات میں عدم توازن پیدا ہو سکتا ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے پاکستان کے لیے مالیاتی اداروں کو مضبوط بنانے، سرکاری اداروں کی حکمرانی بہتر کرنے، بدعنوانی کے خلاف اقدامات اور کاروباری ماحول میں اصلاحات کو اہم ترجیحات میں شامل کیا ہے[10] اس لیے سیاسی استحکام کے ساتھ ادارہ جاتی تسلسل بھی ضروری ہے۔ ایسی معاشی حکمتِ عملی جس کے بنیادی مقاصد مختلف حکومتوں کے دوران برقرار رہیں، سرمایہ کاروں کے اعتماد اور طویل مدتی منصوبہ بندی کو تقویت دے سکتی ہے۔

ساختی عوامل: محدود ٹیکس بیس، غیر رسمی معیشت اور کم پیداواری صلاحیت

پاکستانی معیشت کے عدم استحکام کی ایک بنیادی وجہ اس کا ساختی ڈھانچہ ہے۔ اس میں محدود ٹیکس بیس، غیر رسمی معاشی سرگرمیوں کی وسعت، کم ملکی بچت، محدود صنعتی تنوع اور نسبتاً کم پیداواری صلاحیت شامل ہیں۔ جب معیشت کا ایک بڑا حصہ غیر رسمی انداز میں کام کرتا ہے تو کاروباری سرگرمیوں، آمدنی اور لین دین کا مکمل ریکارڈ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے ٹیکس وصولی محدود رہ سکتی ہے، جب کہ حکومت کو عوامی خدمات، بنیادی ڈھانچے، تعلیم اور صحت پر اخراجات کرنے کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی 2024ء کی رپورٹ نے پاکستان کے کم ٹیکس بہ نسبت جی ڈی پی تناسب اور محدود مالیاتی گنجائش کو نمایاں کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ٹیکس بیس کو وسیع کرنا اور محصولات کے نظام کو زیادہ منصفانہ اور مؤثر بنانا مالیاتی استحکام کے لیے ضروری ہے[11] اس مسئلے کا حل صرف ٹیکس کی شرح بڑھانا نہیں ہے۔ اگر اضافی بوجھ بار بار

[9] State Bank of Pakistan. 2024. Annual Report 2023–2024: The State of Pakistan's Economy. Karachi: State Bank of Pakistan

[10] International Monetary Fund. 2024. Pakistan: 2024 Article IV Consultation and Request for an Extended Arrangement under the Extended Fund.

[11] International Monetary Fund. 2024. Pakistan: 2024 Article IV Consultation and Request for an Extended Arrangement under the Extended Fund Facility.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

انہی کاروباروں اور تنخواہ دار افراد پر ڈالا جائے جو پہلے ہی ٹیکس ادا کر رہے ہیں، تو سرمایہ کاری اور کھپت متاثر ہو سکتی ہے۔ زیادہ پائیدار طریقہ یہ ہے کہ ٹیکس کی بنیاد وسیع کی جائے، غیر ضروری چھوٹ کا جائزہ لیا جائے، ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنایا جائے اور قوانین کا منصفانہ نفاذ یقینی بنایا جائے۔ پیداواری صلاحیت کی کمزوری بھی اسی مسئلے سے جڑی ہوئی ہے۔ اگر کاروبار جدید ٹیکنالوجی، تحقیق، کارکنوں کی تربیت اور بہتر انتظامی طریقوں میں سرمایہ کاری نہ کریں تو پیداوار کی لاگت بلند رہ سکتی ہے اور بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقت کم ہو سکتی ہے۔ نتیجتاً برآمدات میں اضافہ محدود رہتا ہے اور معاشی نمو کے لیے درآمدات یا قرضوں پر انحصار بڑھ سکتا ہے۔

برآمدات میں محدود تنوع اور ٹیکسٹائل پر انحصار

پاکستان کی برآمدی کارکردگی میں ٹیکسٹائل مصنوعات کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ ٹیکسٹائل شعبہ روزگار، صنعتی پیداوار اور زرمبادلہ کی آمدنی میں اہم کردار ادا کرتا ہے، لیکن برآمدات کا محدود مصنوعات اور منڈیوں پر انحصار بیرونی جھٹکوں کے مقابلے میں کمزوری پیدا کرتا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی مالی سال 24–2023ء کی رپورٹ کے مطابق مجموعی اشیا کی برآمدات تقریباً 31.1 ارب ڈالر تھیں، جن میں ٹیکسٹائل برآمدات تقریباً 16.3 ارب ڈالر پر مشتمل تھیں۔ اسی سال ٹیکسٹائل برآمدات میں گزشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً 2 فیصد کمی ہوئی، جبکہ غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافہ دیکھا گیا[12] یہ اعداد و شمار دو اہم پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اول، ٹیکسٹائل پاکستان کے لیے ایک بنیادی برآمدی شعبہ ہے؛ دوم، مجموعی برآمدات میں بہتری کے لیے دیگر شعبوں کی کارکردگی بھی اہم ہے۔ مالی سال 25–2024ء کے اقتصادی سروے میں ٹیکسٹائل گروپ کی برآمدات مالی سال 24–2023ء کے تقریباً 13.68 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 25–2024ء میں تقریباً 14.83 ارب ڈالر دکھائی گئی ہیں، جو ٹیکسٹائل مصنوعات کے اندر بھی ترقی کے مواقع کی نشاندہی کرتی ہیں[13] پاکستان کی برآمدات میں تنوع پیدا کرنے کے لیے انجینئرنگ مصنوعات، ادویہ سازی، آئی ٹی خدمات، زرعی پراسیسنگ، اعلیٰ قدر کی غذائی مصنوعات اور جدید مینوفیکچرنگ میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، برآمدی صنعتوں کو قابلِ اعتماد توانائی، بہتر بندرگاہی اور زمینی رسد، مستحکم ٹیکس پالیسی اور بین الاقوامی معیار کے مطابق پیداوار کی سہولتیں درکار ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی رپورٹ بھی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پاکستان کی برآمدی مصنوعات کی محدود اقسام طویل مدتی برآمدی ترقی کے لیے ایک رکاوٹ ہیں[14] ، چنانچہ برآمدات میں تنوع صرف نئی مصنوعات متعارف کرانے کا معاملہ نہیں؛ اس کے لیے تحقیق و ترقی، ہنرمند افرادی قوت، ٹیکنالوجی، کاروباری سہولتوں اور مستقل صنعتی پالیسیوں کی ضرورت ہے۔

توانائی کا بحران اور گردشی قرضہ

توانائی کا شعبہ پاکستان کی صنعتی اور مالیاتی کارکردگی دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بجلی اور گیس کی بلند لاگت، غیر یقینی فراہمی، ترسیل و تقسیم کے نقصانات اور محصولات کی ناکافی وصولی کاروباری لاگت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بعض صنعتوں کی مسابقت کم ہوتی ہے، پیداوار متاثر ہوتی ہے اور برآمدی مصنوعات کی قیمتیں بڑھ سکتی ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی 2024ء کی پاکستان رپورٹ کے مطابق توانائی کے شعبے میں ساختی ناکارکردگی، خصوصاً بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کے نقصانات، محصولات کی کم وصولی، لاگت کے مطابق نرخوں میں تاخیر اور ادائیگیوں کے بقایاجات نے گردشی قرضے کے مسئلے کو بڑھایا۔ رپورٹ نے توانائی کے شعبے کو بڑے معاشی اور مالیاتی خطرات میں شمار کیا[15] گردشی قرضہ اس وقت بڑھتا ہے جب بجلی یا گیس کے شعبے میں مختلف اداروں کے درمیان ادائیگیاں بروقت نہ ہوں اور بقایاجات ایک ادارے سے دوسرے ادارے تک منتقل ہوتے رہیں۔ اس سے بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں، ایندھن فراہم کرنے والوں اور تقسیم کار اداروں کی مالی حالت متاثر ہوتی ہے۔ بالآخر حکومت کو سبسڈی یا دیگر مالی وسائل کے ذریعے اس نظام کو سہارا دینا پڑ سکتا ہے تاہم، توانائی کی قیمتوں میں اضافہ بذاتِ خود مکمل حل نہیں ہے۔ اگر نرخ بڑھائے جائیں لیکن ترسیلی نقصانات، سست

[12] State Bank of Pakistan. 2024. Annual Report 2023–2024: The State of Pakistan's Economy. Karachi: State Bank of Pakistan
[13] Government of Pakistan, Ministry of Finance 2025
[14] State Bank of Pakistan. 2024. Annual Report 2023–2024: The State of Pakistan's Economy. Karachi: State Bank of Pakistan
[15] International Monetary Fund. 2024. Pakistan.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

وری، کم وصولی، انتظامی ناکارکردگی اور پیداواری لاگت کے مسائل برقرار رہیں تو صارفین پر بوجھ بڑھنے کے باوجود شعبے کی مالی پائیداری حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے توانائی کے شعبے میں اصلاحات کے لیے تین پہلو بیک وقت ضروری ہیں: مالی نقصانات میں کمی، انتظامی کارکردگی میں بہتری اور کم لاگت و قابلِ اعتماد توانائی کی فراہمی۔ اس کے ساتھ کم آمدنی والے گھرانوں کو ہدفی تحفظ فراہم کرنا بھی اہم ہے، تاکہ اصلاحات کا سماجی بوجھ غیر متناسب طور پر غریب طبقات پر نہ پڑے۔

زراعت، موسمیاتی تبدیلی اور غذائی عدم تحفظ

پاکستان کی معیشت میں زراعت کا کردار خوراک کی فراہمی، دیہی روزگار، صنعتی خام مال اور برآمدات کے ذریعے اہم ہے۔ تاہم، زرعی پیداوار موسم، پانی کی دستیابی، بیجوں کے معیار، کھاد کی قیمت، آبپاشی کے نظام اور زرعی ٹیکنالوجی سے متاثر ہوتی ہے۔ جب ان عوامل میں منفی تبدیلی آتی ہے تو پیداوار کم ہو سکتی ہے، غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھ سکتی ہیں اور دیہی آمدنی متاثر ہو سکتی ہے۔ 2022ء کے سیلاب اس خطرے کی واضح مثال ہیں۔ عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک، یورپی یونین اور اقوامِ متحدہ کے اداروں کی معاونت کے مطابق سیلاب سے تقریباً 14.9 ارب ڈالر کا براہِ راست نقصان ہوا، معاشی نقصانات کا تخمینہ 15.2 ارب ڈالر تھا، جبکہ بحالی اور تعمیرِ نو کی ضروریات کم از کم 16.3 ارب ڈالر لگائی گئیں سیلاب کے معاشی اثرات صرف فصلوں کے نقصان تک محدود نہیں تھے۔ رہائشی عمارتوں، سڑکوں، مواصلاتی نظام، مویشیوں اور دیگر پیداواری اثاثوں کو پہنچنے والے نقصانات نے گھریلو آمدنی اور کاروباری سرگرمیوں کو بھی متاثر کیا۔ جب زرعی پیداوار اور رسد میں خلل پڑتا ہے تو خوراک کی قیمتیں بڑھنے کا امکان ہوتا ہے، جس سے کم آمدنی والے گھرانے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ عالمی بینک کی نے موسمیاتی خطرات کو پاکستان کی طویل مدتی ترقی کے لیے ایک اہم چیلنج قرار دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 1992ء سے 2021ء کے دوران موسمیاتی اور موسم سے متعلق آفات کے نتیجے میں پاکستان کو جائیداد، فصلوں اور مویشیوں کے نقصانات کی صورت میں تقریباً 29.3 ارب ڈالر کا نقصان ہوا، جسے 2021ء کی قیمتوں کے مطابق شمار کیا گیا[16] موسمیاتی تبدیلی کے خطرات میں شدید گرمی، پانی کی کمی، غیر معمولی بارشیں، سیلاب اور ساحلی علاقوں میں سمندر کی سطح میں اضافہ شامل ہیں۔ یہ عوامل زرعی پیداوار، مزدوروں کی صحت، توانائی کی پیداوار اور بنیادی ڈھانچے کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اس لیے معاشی استحکام کی حکمتِ عملی میں موسمیاتی موافقت کو شامل کرنا ضروری ہے۔ بہتر آبپاشی، پانی کے ذخائر کا مؤثر انتظام، سیلاب سے تحفظ، موسمیاتی مزاحمت رکھنے والی فصلیں، زرعی تحقیق اور بروقت آفات سے متعلق معلومات ایسے اقدامات ہیں جو مستقبل کے معاشی نقصانات کم کر سکتے ہیں۔

نوجوانوں کی معاشی خود مختاری میں درپیش مسائل اور چیلنجز

نوجوانوں کی معاشی خود مختاری میں درپیش مسائل اور چیلنجز درج ذیل ہیں

بے روزگاری اور لیبر مارکیٹ کے مسائل:

پاکستان کی 64 فیصد آبادی 30 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے، لیکن اس بے پناہ انسانی سرمائے کو مساوی مواقع فراہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایک معاشی بوجھ بنتا جا رہا ہے۔ نوجوانوں (15 سے 24 سال) میں بے روزگاری کی مجموعی شرح 11.1 فیصد سے متجاوز ہے جبکہ نوجوان خواتین کے لیے یہ شرح 16.3 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے علاوہ 'تعلیمی افراط (Education Inflation)' ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے جس کے باعث اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری 18.3 فیصد سے لے کر 31 فیصد تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

تعلیمی نظام اور ہنر کا عدم توازن: (Skills Mismatch)

معاشی خود مختاری کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ تعلیمی اداروں کے نصاب اور صنعتی ضروریات کے درمیان گہرا خلا ہے۔ اس ہنر کے بحران کے باعث پاکستان کی معیشت کو سالانہ اندازاً 31 .5 بلین ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم (TVET) کے شعبے میں بھی استعداد کار کی شدید کمی ہے ملک کو سالانہ تقریباً 5 ملین افراد کو تکنیکی ہنر سکھانے کی ضرورت ہے جبکہ موجودہ اداروں میں بمشکل 437000 افراد کی تربیت کی گنجائش موجود ہے۔

[16] World Bank. 2022. Pakistan Country Climate and Development Report. Washington, DC: World Bank.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

صنفی عدم مساوات اور خواتین کی بے دخلی:

نوجوان خواتین کی معاشی شمولیت کی صورتحال انتہائی ابتر ہے جہاں تقریباً 47 ملین خواتین لیبر فورس سے مکمل طور پر باہر ہیں۔ جو خواتین معاشی سرگرمیوں کا حصہ ہیں ان میں سے 68 فیصد زراعت سے وابستہ ہیں اور ان میں سے بھی 76 فیصد 'غیر اداشدہ خاندانی کارکن' کے طور پر کام کرتی ہیں جنہیں ان کی محنت کا کوئی مالی معاوضہ نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ خواتین کا مالیاتی اداروں اور بینکنگ سسٹم تک رسائی کا تناسب بھی مردوں کے مقابلے میں نصف سے کم ہے۔

کاروباری مواقع اور مائیکرو فنانس کی رکاوٹیں:

اگرچہ 68 فیصد نوجوان اپنا کاروبار شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن مالیاتی حد بندیاں اور بیوروکریٹک پیچیدگیاں ان کی راہ میں حائل ہیں۔ حکومتی قرضہ سکیموں میں بھی بغیر ٹھوس معاشی منصوبہ بندی مقامی مارکیٹ کی طلب کے تجزیے اور کاروباری رہنمائی (Mentorship) کے فقدان کے باعث نوجوانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مزید برآں بینکوں کی جانب سے قرض کے حصول کے لیے ضمانت (Collateral) کی کڑی شرائط بے روزگار نوجوانوں کے لیے پوری کرنا عملاً ناممکن ہوتا ہے۔

ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کے مسائل اور برین ڈرین:

ڈیجیٹل معیشت اور فری لانسنگ نوجوانوں کے لیے روزگار کا ایک بڑا ذریعہ بن چکی ہے لیکن انٹرنیٹ کی غیر اعلانیہ بندش، فائروالز کی تنصیب کی وجہ سے انٹرنیٹ کی رفتار میں کمی اور عالمی پیمنٹ گیٹ ویز (جیسے پے پال) کی عدم دستیابی جیسے مسائل ان کی معاشی ترقی کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ ان تمام مایوس کن حالات اور روزگار کے فقدان کا نتیجہ 'برین ڈرین' کی صورت میں نکل رہا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف سال 2023 میں 859 846,اور 2025 میں 762 499,پاکستانی روزگار کی تلاش میں بیرون ملک منتقل ہوئے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کے معاشی اصول اور نوجوانوں کی خود مختاری

سیرتِ نبوی ﷺ معاشی زندگی کو محض دولت کے حصول تک محدود نہیں رکھتی بلکہ حلال کمائی، دیانت داری، عدل، ذمہ داری اور معاشرتی فلاح کو اہمیت دیتی ہے۔ نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے تناظر میں ان اصولوں کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ یہ معاشی سرگرمیوں کو اخلاقی ذمہ داری اور انسانی وقار سے مربوط کرتے ہیں۔

رزقِ حلال اور محنت کی عظمت

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، معاشی اور اخلاقی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں عبادات، معاملات اور اخلاقیات کی تعلیم دی ہے، وہیں رزقِ حلال کے حصول اور محنت و مشقت کو بھی غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کی کامیابی محض دولت جمع کرنے میں نہیں بلکہ اس دولت کے جائز ذرائع سے حاصل کرنے، اس میں دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور اسے نیک مقاصد کے لیے استعمال کرنے میں ہے۔ رزقِ حلال انسان کے کردار، اخلاق، عبادات اور معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں حلال کمائی کی ترغیب اور حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ ایمان کو پاکیزہ اور حلال رزق استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [17]

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ رزق کے معاملے میں صرف اس کی مقدار اہم نہیں بلکہ اس کا پاکیزہ اور حلال ہونا بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لیے ایسے ذرائع اختیار کرے جو شریعت کے مطابق جائز ہوں۔ حلال رزق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اس نعمت کا

[17] القرآن، البقرۃ 2:172

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

شکر یہ ہے کہ انسان اسے جائز طریقے سے حاصل کرے اور درست مقاصد میں خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے معاشی معاملات میں باہمی رضامندی اور جائز تجارت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ[18]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔

یہ آیت اسلامی معاشی نظام کا ایک بنیادی اصول واضح کرتی ہے کہ کسی دوسرے شخص کا مال دھوکہ، فریب، رشوت، خیانت، ناجائز قبضے یا استحصال کے ذریعے حاصل کرنا جائز نہیں۔ تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دیگر معاشی سرگرمیاں اس وقت قابلِ قبول ہیں جب وہ شرعی حدود، دیانت داری اور باہمی رضامندی کے اصولوں کے مطابق انجام دی جائیں۔

محنت اور خود انحصاری کی عظمت

اسلام نے محنت کو انسان کی عزت و وقار کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ [19]

اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی، اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔

یہ آیات انسانی زندگی میں کوشش، جدوجہد اور ذمہ داری کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہیں۔ اسلام انسان کو محض خواہشات اور توقعات کے سہارے زندگی گزارنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسے عملی جدوجہد، مسلسل کوشش اور مثبت کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، محنت سے اپنی ضروریات پوری کرے اور معاشرے کے لیے مفید فرد بنے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ کے بعد معاشی سرگرمیوں کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [20]

پھر جب نماز ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت میں عبادت اور معاشی جدوجہد کے درمیان ایک خوب صورت توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ انسان دنیاوی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے صرف ایک پہلو میں مصروف ہو جائے، بلکہ وہ عبادت، محنت، معاشی سرگرمی اور اللہ کی یاد کے درمیان اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ میں محنت کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعے محنت اور خود کفالت کی ایسی تعلیم دی جس سے انسان کی عزتِ نفس اور معاشرتی وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ [21]

کسی شخص نے اس کھانے سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا ہو، اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔

---

[18] القرآن، النساء 4:29

[19] القرآن، النجم 53:39–40

[20] القرآن، الجمعة 62:10

[21] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعمله بیده، حدیث 2072

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس حدیث مبارکہ میں محنت کی عظمت کو انتہائی واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی اور ایک عظیم بادشاہ تھے، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی حاصل کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جائز پیشہ، خواہ وہ بظاہر چھوٹا ہو یا بڑا، انسان کے مقام و مرتبے کو کم نہیں کرتا۔ اصل عظمت پیشے کی ظاہری حیثیت میں نہیں بلکہ اس کی حلال کمائی، دیانت داری اور اخلاص میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خودداری اور محنت کی اہمیت کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهَا، فَيَكُفَّ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ [22]

تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور اسے فروخت کرے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کی عزت محفوظ رکھے، یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے، خواہ وہ اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔

اس فرمان نبوی ﷺ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسان کو خوددار، محنتی اور خود انحصار بنانا چاہتا ہے۔ کوئی شخص اگر جائز طریقے سے معمولی مزدوری کر کے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرتا ہے تو وہ اس شخص سے بہتر کردار کا مظاہرہ کرتا ہے جو محنت کی استطاعت رکھنے کے باوجود بلا ضرورت دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے۔

رزقِ حلال اور قبولیتِ اعمال کا تعلق

اسلامی تعلیمات میں رزقِ حلال کا تعلق صرف معاشی معاملات تک محدود نہیں بلکہ اس کا اثر انسان کی روحانی زندگی اور عبادات پر بھی پڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا [23]

بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس اصول کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پاکیزہ اعمال اور پاکیزہ کمائی کی اہمیت ہے۔ اسی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے، لیکن اس کا کھانا، پینا اور لباس حرام ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو؟ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کمائی انسان کی روحانی تربیت اور عبادات کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص بظاہر بہت زیادہ عبادت کرتا ہو لیکن اس کی آمدنی دھوکہ، رشوت، سود، خیانت یا دوسرے ناجائز ذرائع سے حاصل ہوتی ہو تو اسے اپنے طرزِ معاش اور کمائی کے ذرائع کا سنجیدگی سے جائزہ لینا چاہیے۔

اسلامی معاشرے میں مختلف پیشوں کی اہمیت

اسلام نے جائز معاشی سرگرمیوں کو معاشرے کی تعمیر و ترقی کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ زراعت، تجارت، صنعت، ملازمت، تدریس، دست کاری اور مزدوری سمیت تمام جائز پیشے معاشرتی ضروریات کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی شخص کا مزدور، کسان، دکاندار، استاد یا سرکاری ملازم ہونا اس کی عزت و تکریم میں کمی کا باعث نہیں۔ اصل معیار تقویٰ، دیانت، امانت اور حسنِ کردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے حوالے سے بھی دیانت داری کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا [24]

---

[22] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ، حدیث 1471

[23] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا، حدیث 1015

[24] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب إذا بیّن البیعان ولم یکتما ونصحا، حدیث 2079

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو جدا ہونے تک اختیار حاصل ہے، اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت واضح کریں تو ان کی تجارت میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی تجارت کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت میں کامیابی کا حقیقی معیار صرف منافع حاصل کرنا نہیں بلکہ دیانت داری، سچائی اور شفافیت بھی ہے۔ ایک مسلمان تاجر کو چاہیے کہ وہ اشیاء کے عیوب واضح کرے، ناپ تول میں کمی نہ کرے، مصنوعی مہنگائی پیدا نہ کرے اور صارفین کے حقوق کا تحفظ کرے۔

حرام کمائی کے معاشرتی نقصانات

حرام کمائی صرف ایک فرد کی روحانی زندگی کو متاثر نہیں کرتی بلکہ پورے معاشرے میں اخلاقی اور معاشی بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ جب معاشرے میں رشوت، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، سود، ملاوٹ، خیانت اور ناجائز منافع خوری عام ہو جائے تو معاشی انصاف ختم ہونے لگتا ہے۔ طاقت ور افراد کمزور طبقات کا استحصال کرتے ہیں، عوام کا اعتماد مجروح ہوتا ہے اور معاشرے میں بے چینی اور عدم مساوات بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے کھانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ[25]

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ انہیں حاکموں تک اس غرض سے پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

یہ آیت معاشی بدعنوانی، ناجائز اثر و رسوخ اور اختیارات کے غلط استعمال کے خلاف ایک واضح اصول فراہم کرتی ہے۔ خصوصاً سرکاری اور انتظامی عہدوں پر فائز افراد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو امانت سمجھیں اور عوام کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ملازمت کے اوقات میں دیانت داری، ذمہ داری کی ادائیگی اور عوامی وسائل کا درست استعمال بھی حلال رزق اور امانت داری کے تقاضوں میں شامل ہیں۔

نوجوان نسل کے لیے محنت اور خود انحصاری کا پیغام

موجودہ دور میں نوجوانوں کو بے روزگاری، مہنگائی، معاشی عدم استحکام اور پیشہ ورانہ مقابلے جیسے متعدد چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان حالات میں اسلامی تعلیمات نوجوانوں کو مایوسی کے بجائے محنت، ہنر، تعلیم، منصوبہ بندی اور خود انحصاری کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی تعلیمی قابلیت کے ساتھ ساتھ عملی مہارتیں بھی حاصل کریں، وقت کی قدر کریں، جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھائیں اور جائز کاروباری و پیشہ ورانہ مواقع تلاش کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسان کے لیے مسخر کرتے ہوئے فرمایا

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ [26]

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر دیا، پس اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ کا رزق کھاؤ، اور اسی کی طرف دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

یہ آیت انسان کو زمین کے وسائل سے فائدہ اٹھانے، معاشی جدوجہد کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ترغیب دیتی ہے۔ لہٰذا نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ محض ملازمت کے انتظار میں اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کریں بلکہ تعلیم، ہنر، چھوٹے کاروبار، زراعت، ڈیجیٹل مہارتوں اور دیگر جائز معاشی سرگرمیوں کے ذریعے اپنے لیے مواقع پیدا کریں۔

سود کی ممانعت اور منصفانہ مالیاتی نظام

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا [27]

---

[25] القرآن، البقرۃ 2:188

[26] القرآن، الملک 67:15

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اسلامی مالیاتی فکر میں یہ آیت تجارت اور سود کے درمیان بنیادی فرق واضح کرتی ہے۔ نوجوانوں کے کاروباری منصوبوں کے لیے اس اصول کی روشنی میں شرعی تقاضوں کے مطابق مشارکہ، مضاربہ اور دیگر مناسب مالیاتی طریقوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ مشارکہ میں فریقین سرمایہ فراہم کرکے طے شدہ اصولوں کے مطابق کاروباری نفع ونقصان میں شریک ہوتے ہیں، جب کہ مضاربہ میں ایک فریق سرمایہ اور دوسرا کاروباری مہارت یا محنت فراہم کرتا ہے۔ ان معاہدوں کی عملی صورت میں نفع کی تقسیم، نقصان کی ذمہ داری اور دیگر شرائط فقہی اصولوں اور معاہدے کی نوعیت کے مطابق متعین ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ افراطِ زر اور دولت کے ارتکاز کو صرف سود کا نتیجہ قرار دینا ایک وسیع معاشی دعویٰ ہے جس کے لیے الگ تجرباتی تحقیق اور مستند معاشی شواہد درکار ہیں۔

ذخیرہ اندوزی اور مارکیٹ میں ہیرا پھیری سے اجتناب

اسلامی تعلیمات میں معاشی معاملات کے اندر عوامی مفاد، دیانت داری اور ناجائز استحصال سے اجتناب کو اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ [28]

ذخیرہ اندوزی وہی کرتا ہے جو خطاکار ہو۔

یہ حدیث ذخیرہ اندوزی کی مذمت پر دلالت کرتی ہے۔ فقہی تشریح میں احتکار کی حدود، اشیاء کی نوعیت اور متعلقہ حالات کی تفصیل موجود ہے؛ اس لیے ہر قسم کے تجارتی ذخیرے کو بلاامتیاز ممنوع قرار دینا درست نہیں۔ نوجوان کاروباری افراد کے لیے اس اصول کا تقاضا ہے کہ وہ اشیاء کے معیار، قیمت، مقدار اور عیوب کے متعلق درست معلومات فراہم کریں، مصنوعی قلت پیدا کرنے سے گریز کریں اور جائز منافع کے ساتھ عوامی مفاد کو بھی پیشِ نظر رکھیں۔

معاشی انصاف، زکوٰۃ اور دولت کی گردش

اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ اور صدقات معاشرتی تعاون اور مستحق افراد کی مدد کے اہم ذرائع ہیں۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ [29]

صدقات تو صرف فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ وصول کرنے والوں، ان لوگوں کے لیے ہیں جن کی دل جوئی مقصود ہو، غلاموں کو آزاد کرانے، قرض داروں، اللہ کی راہ اور مسافروں کے لیے ہیں۔

یہ آیت زکوٰۃ کے مقررہ مصارف واضح کرتی ہے۔ اس کی روشنی میں نوجوانوں کی معاشی مشکلات کے حل کے لیے ایسے منصوبے وضع کیے جاسکتے ہیں جو شرعی مصارف اور متعلقہ فقہی شرائط کے مطابق ہوں۔ مستحق نوجوانوں کی تعلیم، فنی تربیت یا معاشی بحالی کے منصوبوں کے لیے زکوٰۃ استعمال کرنے سے پہلے اس مصرف کی شرعی حیثیت، ملکیت اور مستحق تک رقم کی منتقلی کے تقاضوں کی جانچ ضروری ہے۔ دیگر مستحق افراد کی مدد کے لیے صدقات، اوقاف اور قرضِ حسنہ کے الگ انتظامات بھی کیے جاسکتے ہیں۔ اس طرح معاشی انصاف کا اسلامی تصور محض دولت کی تقسیم تک محدود نہیں رہتا بلکہ مستحق افراد کو باوقار زندگی گزارنے کے قابل بنانے کی کوشش بھی اس میں شامل ہو سکتی ہے۔

اعتدال پسندی اور اسراف سے اجتناب

---

[27] القرآن الكريم، سورة البقرة، 2:275

[28] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، حديث 1605

[29] القرآن الکریم، سورۃ التوبۃ، 9:60

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے لیے مالیاتی نظم وضبط، ذمہ دارانہ اخراجات اور مستقبل کی منصوبہ بندی اہم ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا [30]

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

یہ آیت معاشی زندگی میں توازن کی تعلیم دیتی ہے۔ نوجوان اپنی آمدنی کو ضروری اخراجات، بچت، تعلیم، ہنر کی ترقی اور جائز کاروباری سرمایہ کاری میں متوازن طور پر استعمال کر کے مالی استحکام کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔ تاہم، اسراف سے اجتناب کا مطلب ضروریاتِ زندگی یا مفید تعلیم پر خرچ کم کرنا نہیں، بلکہ آمدنی اور حالات کے مطابق ذمہ دارانہ مالیاتی فیصلے کرنا ہے۔ اسی طرح ذاتی بچت کو معاشی خود مختاری کا واحد حل نہیں سمجھنا چاہیے؛ مناسب آمدنی، معاشی مواقع اور مؤثر مالیاتی ادارے بھی ضروری ہیں۔

خلاصہ

نوجوانوں کی معاشی خود مختاری پاکستان کی معاشی ترقی، سماجی استحکام اور انسانی وسائل کے مؤثر استعمال کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ نوجوانوں کی بڑی آبادی بذاتِ خود معاشی ترقی کی ضمانت نہیں، بلکہ اس کے لیے معیاری تعلیم، فنی مہارت، پیداواری سرمایہ کاری، روزگار کے مواقع اور مؤثر ادارہ جاتی نظام ضروری ہیں۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ میں محنت، کسبِ حلال، کاروباری دیانت، مالی ذمہ داری اور ضرورت مندوں کی معاونت کے اصول نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے لیے ایک اہم اخلاقی و اصولی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ احادیثِ نبویہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جائز محنت کی قدر کی جائے، ضرورت مند افراد کو باعزت ذریعہ معاش فراہم کرنے کی کوشش کی جائے اور مالیاتی معاملات میں دھوکے، ظلم اور غیر ذمہ دارانہ رویوں سے اجتناب کیا جائے۔ حاصلِ تحقیق یہ ہے کہ تعلیماتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے لیے ایک قابلِ قدر اخلاقی و اصولی فریم ورک مہیا کرتی ہیں، لیکن اس فریم ورک کی عملی افادیت کو ثابت کرنے کے لیے پالیسی سطح پر نفاذ، ادارہ جاتی تعاون اور تجرباتی تحقیق ناگزیر ہیں۔ پاکستان میں نوجوانوں کی معاشی صلاحیتوں کو مؤثر طور پر بروئے کار لانے کے لیے محنت کی توقیر، فنی مہارت، مالیاتی انصاف اور سماجی تعاون کو ایک مربوط قومی حکمتِ عملی کا حصہ بنانا چاہیے۔

نتائج

- پاکستانی نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کا مسئلہ بے روزگاری، کم روزگاری، مہارتوں میں عدم مطابقت، افراطِ زر اور معاشی عدم مساوات جیسے باہم مربوط عوامل سے تشکیل پاتا ہے۔
- سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی معاشی تعلیمات اس مسئلے کے اخلاقی و اصولی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے ایک اہم فکری بنیاد فراہم کرتی ہیں۔
- محنت کی عظمت، حلال کمائی، کاروباری دیانت، سود کی ممانعت، ذخیرہ اندوزی سے اجتناب، زکوٰۃ اور اعتدال پسندی ایسے اصول ہیں جنہیں جدید معاشی پالیسیوں اور نوجوانوں کی ترقی کے پروگراموں کے ساتھ مربوط کیا جا سکتا ہے۔
- اس کے باوجود ان اصولوں کو عملی شکل دینے کے لیے محض اخلاقی ترغیب کافی نہیں۔ معیاری تعلیم، فنی تربیت، پیداواری سرمایہ کاری، شفاف مالیاتی نظام، منصفانہ روزگار اور مؤثر حکومتی پالیسیوں کی بھی ضرورت ہے۔
- اس لیے نوجوانوں کی معاشی خود مختاری کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی وہ ہوگی جو اسلامی اخلاقی اصولوں اور جدید معاشی تحقیق کو باہم مربوط کرتے ہوئے قابلِ پیمائش نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

[30] القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، 25:67

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سفارشات

1. **فنی تعلیم کا فروغ :** اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں فنی و ڈیجیٹل مہارتوں کو مقامی منڈی کی ضروریات کے مطابق فروغ دیا جائے۔
2. **تعلیم اور صنعت میں تعاون :** تعلیمی اداروں اور کاروباری شعبے کے درمیان اپرنٹس شپ، انٹرن شپ اور عملی تربیت کے معاہدے کیے جائیں۔
3. **نوجوانوں کے کاروبار کی معاونت :** چھوٹے کاروبار کے لیے شفاف اور قابلِ رسائی مالیاتی پروگراموں کے ساتھ کاروباری تربیت اور مشاورت فراہم کی جائے۔
4. **اسلامی مالیاتی متبادل :** مضاربت، مشارکت اور دیگر مناسب اسلامی مالیاتی طریقوں کے تحت نوجوان کاروباری افراد کے لیے ایسے پروگرام تیار کیے جائیں جو متعلقہ شرعی و قانونی تقاضوں کے مطابق ہوں۔
5. **زکوٰۃ اور اوقاف کا مؤثر استعمال :** مستحقین کی شناخت، مالی شفافیت اور نتائج کی پیائش کے ذریعے فنی تربیت اور معاشی بحالی کے پروگراموں کو مضبوط کیا جائے۔
6. **کاروباری اخلاقیات کی تربیت :** مالیاتی دیانت، معاہدات کی پابندی، صارفین کے حقوق اور ذمہ دارانہ کاروباری طرزِ عمل کو تعلیمی و پیشہ ورانہ تربیت میں شامل کیا جائے۔
7. **خواتین اور محروم طبقات کی شمولیت :** فنی تربیت، ڈیجیٹل روزگار اور کاروباری معاونت کے پروگراموں میں خواتین اور معاشی طور پر محروم نوجوانوں کی ضروریات کو خصوصی اہمیت دی جائے۔
8. **نتائج کی پیائش :** ہر پروگرام کی کامیابی کو صرف تربیت یافتہ افراد کی تعداد سے نہیں بلکہ روزگار، آمدنی، کاروبار کے تسلسل اور معاشی خود مختاری کے اشاریوں سے جانچا جائے۔
9. **میدانی تحقیق :** مستقبل میں نوجوانوں، کاروباری افراد، فنی تربیت کے اداروں اور مالیاتی اداروں کے انٹرویوز اور سروے کے ذریعے ان تجاویز کی افادیت کا تجرباتی جائزہ لیا جائے۔